سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

دینی مدارس علوم نبوت اور نفاذ شریعت کی ایک تحریک

وقوع قیامت کے عقلی اور نقلی دلائل

قرآن و سنت کی روشنی میں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد عن عمر بن الخطابؓ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلعم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیہ اثر السفر ولایعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلعم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمدؐ اخبرنی عن الساعۃ قالؑ ما المسؤل عنہا باعلم من السائل قال فاخبرنی عن امارا تہا قالؑ ان تلد الامۃ ربتہا وأن تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاۃ الشاء یتطاولون فی البنیان الخ او کما قالؑ (رواہ مسلم و بخاری)

ترجمہ: "حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص اچانک ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا بال بہت سیاہ تھے اس پر سفر کے نشانات موجود نہ تھے ہم میں سے کوئی بھی اسے جاننے والا نہ تھا' آکر حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا' حضورؐ کے اتنا قریب بیٹھا کہ اپنے دونوں زانوؤں کو حضورؐ کے زانوؤں کے ساتھ ملا دیا او راپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ کر کہا کہ 'یا محمدؐ' مجھے بتلا دیجئے کہ قیامت کب آئے گی۔

آخرت پر یقین کامل:

اسلام کے اعلیٰ ترین اور دنیا و آخرت کے فوز و فلاح پر مبنی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو یقین کامل رکھے کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں مجھے ہر کئے ہوئے عمل کا رب العزت کے سامنے جوابدہی کے لئے پیش ہو کر انعام و سزا حاصل کرنے کے عمل سے گزرنا ہی ہے' اس دن کو کہیں قرآن نے "الساعۃ" کے نام سے ذکر فرمایا' بعض مقامات میں "القیامۃ" اور کبھی "القارعۃ" "الواقعۃ" "الحاقۃ" "الغاشیۃ" "آزفۃ' یوم التغابن' خافضۃ' رافعۃ کے اسماء سے اس دن کا ذکر ہوا ہے۔

قیامت کا وجود اور حشر و نشر کا اعتقاد انسانی زندگی کا اہم شعبہ ہے جس پر دائمی تباہی عذاب یا ہمیشہ ہمیشہ کی خوشحالی و عیش و عشرت کا دارومدار ہے۔ ایک حقیقی مسلمان اپنے ہوش و حواس سنبھالتے ہی خود تو کیا بلکہ اپنے نابالغ بچوں تک کو اس مجازاۃ اعمال کے دن کا دلوں میں راسخ کروانے ایمان مجمل و مفصل کی شکل میں ہر دو کلمات مفصلہ و مجملہ کے حفظ کا اہتمام کرواتے ہیں۔

دہریت کے افکار:

آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاء صلعم تک تمام آسمانی ادیان قیامت اور موت کے بعد دوبارہ زندگی کے بنیادی عقائد پر متفق ہیں، غیر محرف شدہ تمام آسمانی کتب نے روز قیامت کے وجود کی خبر دی ہے، صرف وہ لوگ جو الٰہی نظریات سے نابلد یا قصداً منکر و جاہل بن کر الحاد و دہریت اور نیچریت کے افکار کے دلدادہ رہے اور آج بھی ہیں عقیدہ قیامت کو ملائیت کی بنیاد پرستی کا نام دے کر انکار کر دیتے ہیں جبکہ ان کے پاس اپنے اس کافرانہ قول کے اثبات کے لئے کوئی قابل اعتبار نقلی دلیل ہے اور نہ عقلی۔ ایسے لوگوں کا مقصد حیات ہی اس چند روزہ دنیا میں رہ کر اس کے مال و متاع سے فائدہ حاصل کرنا ہے خواہ وہ جس انداز سے بھی حاصل ہو ان کے ہاں کوئی قید و شرط نہیں، نہ حلال و حرام اور نہ اپنے دغیر اور نہ جائز و ناجائز کی تمیز کیونکہ ان کے نزدیک حیاۃ دنیوی سے آگے اور کوئی مرحلہ ہے اور نہ اور کوئی عالم۔ اسی دنیا کی عیش و عشرت کو حقیقی عیش اور یہاں کی مصیبت و تکلیف کو حقیقی مصیبت سمجھتے ہیں جبکہ ایک مرد مومن کا ایمان کامل ہوتا ہے کہ اس دنیا کی چند روزہ عیش اور آرام نہ دائمی سکون ہے اور یہاں کی اذیت و پریشانی نہ دائمی بے اطمینانی ہے، حقیقی اطمینان و دائمی اذیت کے فیصلہ کیلئے ایک دن مقرر ہے جو مذہب و شریعت کی اصطلاح میں قیامت کے نام سے عام و خاص کی زبان پر مشہور ہے۔

بارگاہ ربوبیت میں حاضری:

"ثبوت قیامت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر رب کے حضور حساب و کتاب کے لئے حاضری کے دلائل سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ کہیں ارشاد ہے: افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً وانکم الینا لاترجعون۔

"کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اس کو بے کار چھوڑے گا" کے ذریعہ توجہ دلائی گئی۔

سورۃ البقرہ کی ابتداء ہی میں قرآن کریم کے ربانی کتاب ہونے کے ثبوت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے جو تقوی اور ایمان بالغیب کے وصف سے مالا مال ہو کر اقامت صلوۃ اور اللہ کے دیئے ہوئے اموال سے اس کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں فرائض اسلام کی ادائیگی کے ساتھ ان لوگوں کا جو وصف اہتمام سے بیان کیا گیا وہ یہ ہے: وبالاخرۃ ھم یوقنون (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: "اور آخرت پر وہی لوگ ایمان و یقین رکھتے ہیں"

اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان اور عقیدہ آخرت و قیامت آپس میں لازم و ملزوم ہیں بلکہ اللہ و رسول پر ایمان کا دارومدار ہی ایمان بالآخرۃ پر ہے۔

کفار مکہ حضورؐ کی دشمنی کے ساتھ ساتھ اسلام کے کے دو بنیادی عقائد کا زور و شور سے تردید و انکار کرتے تھے' جن میں پہلا عقیدہ اقرار و رسالت اور دوسرا روز قیامت۔

منکرین آخرت کے بونڈے دلائل:

صرف انکار نہیں بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا سن کر پیغمبر اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے بھونڈے دلائل پیش کرتے کہ: هل ندلكم على رجل ينبئكم اذا مزقتم كل ممزق انكم لفى خلق جديد افترى على الله كذبا ام به جنه (سورۂ نساء) ترجمہ: کیا ہم تمہیں ایک ایسے شخص کی خبر نہ دیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے تو مرنے کے بعد تم کو یقیناً ایک نئی پیدائش کے ساتھ اٹھایا جائیگا کیا یہ بات اللہ پر جھوٹ' بہتان نہیں ہے یا یہ کہ اس شخص کو جنون ہو گیا ہے

آپ نے سنا کہ نبی آخر الزمان کو عقیدہ قیامت کے بیان پر منکرین بعث بعد الموت نے کن کن برے القابات سے نوازا۔ جبکہ حق تعالیٰ نے ان بدطینیت لوگوں کی تردید اور قیامت کے مسئلہ کو بار بار انتہائی وضاحت اور عام فہم وزنی معقول دلائل کے ساتھ قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ قل الله يحيكم ثم يميتكم ثم يجمعكم الى يوم القيامة لاريب فيه ترجمہ: کہہ دیجئے ان لوگوں کو کہ اللہ ہی تم لوگوں کو حیات و زندگی عطا کرتا ہے پھر وہی تم کو مارتا بھی ہے اور پھر وہی تم سب کو قیامت کے روز جمع کرے گا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

وجود آخرت پر معقول دلیل:

سورۂ یٰسین میں اللہ تعالیٰ منکرین یوم الجزاء کی غیر معقول دلیل ذکر کرنے کے بعد معقول اور عام فہم انداز میں رد فرما رہے ہیں: قال من يحيى العظام وهى رميم' قل يحيها الذى انشأ ها اول مرة وهو بكل خلق عليم (سورۂ یٰسین)

ترجمہ: کفار نے کہا کہ کون ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرے گا' جبکہ وہ بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو چکی ہوں گی' آپ (اے پیغمبرؐ) کہہ دیجئے کہ وہی خدا ان کو دوبارہ زندہ کر دے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ارشاد ہے: اولم يروا ان الله الذى خلق السموت والارض ولم يعى بخلقهن بقادر على ان يحى الموتى بلى انه على كل شئى قدير (سورہ الاحقاف) ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ ان کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا تو کیا وہ اس پر قادر نہ ہو گا کہ مردوں کو (دوبارہ) زندہ کر دے۔ بے شک وہ خداوند عالم ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے

والا ہے۔

یہ انتہائی سادہ معقول اور فطری انداز میں سمجھانے کی دلیل ہے کہ جس ذات نے آسمان وزمین اوران میں موجود اتنے سارے کائنات کو بغیر کسی سابق مثال کے نیست سے ہست کی صورت میں موجود فرمایا اوراس کے پیدا کرنے میں نہ اس نے تھکاوٹ محسوس کی اور نہ کسی رکاوٹ اور مشکل کو اس تخلیق میں حائل ہونا پڑا تو اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ دوبارہ ان ریزہ ریزہ اور بوسیدہ اجزائے بنی آدم کو جمع فرما کر دوبارہ پیدا فرمائے دنیا کی فانی مخلوق کا بھی اصول ہے کہ پہلی دفعہ ایجاد کرنے سے اسی چیز کا اعادہ انتہائی سہل ہوتا ہے۔تو وہ ذاتِ باری جوحی اور قیوم اور علی کل شئی قدیر ہے کہ بارہ میں یہ تصور اور عقیدہ قائم کرنا کہ بوسیدہ اجزاء کا اعادہ اس کے لئے ناممکن ہے عقل و شعور سے فانی ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے صرف یہی آیات قیامت پر دلالت نہیں کرتے بلکہ اثبات قیامت اور حشر اجساد سے تمام قرآن ال سے آخر تک اور احادیث مشہورہ کے ذخائر سے بھرے پڑے ہیں۔

عقل سلیم کے تقاضے:

ان بے شمار نقلی دلائل کے علاوہ عقل سلیم بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ قیامت اور روز مجازاۃ اعمال حق ہے کیونکہ اللہ نے کل کائنات انسان کی خدمت اور فائدہ کیلئے پیدا فرمائی۔سارا کارخانہ عالم انسان کا خادم اور حضرت انسانِ مخدوم و سخر لکم مافی السموات والارض ۔اب اللہ کے اتنے بیشمار انعامات کے بعد آخر اس انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے اس کی ڈیوٹی اور فرائض کا تعین خود منعم حقیقی اور خالق کائنات نے کردیا کہ:

وما خلقت الجن والانس الالیعبدون یعنی ہم نے جن وانس کو خدا کی عبادت کے لئے پیدا کیا' کائنات اس کی خدمت پر مامور اور انسان اللہ کی اطاعت وعبادت پر مامور۔اسی اطاعت وعبادت پر ثمرات کا مرتب ہونا ہے۔جس نے اپنی زندگی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کی گویا اس نے اللہ کی طرف سے دنیا میں ہزار ہا پیدا کی گئی نعمتوں سے فائدہ لیتے ہوئے مقصدِ پیدائش یعنی عبادتِ حق کا فریضہ بھی ادا کردیا۔اور جس بدقسمت نے اس کارخانہ ربانی کی ان گنت نعمتوں سے مستفید ہونے کے بعد بھی اپنی پیدائش کی غرض سے روگردانی کی اوراس قیمتی چند روزہ زندگی کو اللہ کی اطاعت وعبادت کی بجائے لہو ولعب میں خرچ کردیا' اب جس نے عبادت کی اور جو اس سے محروم رہا۔ان کے درمیان فرق وامتیاز عقلاً وعرفاً ضروری ہے اگر یہ امتیاز نہ ہوا تو پھر جس نے عبادت کی مقصدِ تخلیق پر عمل پیرا رہا۔اس کی پیدائش کی غرض بھی فضول اور بے فائدہ رہی۔اسی امتیاز اور فرق کرنے کے دن کو یوم القیامہ اور یوم الفصل کہا جاتا ہے ان یوم الفصل کان میقاتا میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

دنیا مجموعہ اشرار واخیار ہے:

اس کی مزید وضاحت اس طرح کرتا چلوں کہ یہ دنیا مجموعہ اشرار واخیار ہے' شیطان آدمؑ کے سامنے سجدہ

ادب کرنے سے انکار پر جنت سے نکالا گیا' وہیں سے انسانیت دشمنی شروع کر کے اس نے نسل آدم کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھائی کہ میں چاروں اطراف سے حملہ آور ہو کر اولاد آدم کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لے ہر حربہ استعمال کروں گا خالق انسانیت نے بھی ایک خاص مدت تک مہلت دے کر فرمایا کہ ذلیل وخوار ہو کر جنت سے نکل اور اولادِ آدم میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا۔ تو میں تیرے متبعین سمیت تمہیں واصل جہنم کر دوں گا۔ اب شیطان اسی عزم وقصد سے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا ہے' انبیاء وصلحا' وخطباء بنی نوع آدم کو صراط مستقیم پر گامزن رکھنے کے لئے کلام ربانی اور احکامات سبحانی کے بہترین ہتھیار کے ذریعہ بعثت آدم سے لے کر قیامت سے پہلے مقررہ وقت تک دفاع کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اولاد آدم دو کیمپوں میں بٹ گئی۔ ایک بدبخت شیطان کے بہکانے میں آ کر حزب الشیطان کا حصہ بنا۔ دوسرا خوش نصیب رحمان کے بتلائے ہوئے رشد وہدایت کی راہ اپنا کر حزب اللہ کا عضو او رممبر بنا۔ گویا تمام بنی آدم اسی عالم کے اجزاء ہیں۔ جس میں بعض کارآمد اور بعض بے کار۔ بعض اعلیٰ وقیمتی اور بعض ادنیٰ اور بے قیمت ہونے کے درجے ہیں۔ اب دنیا کے عرف ورواج میں جب دو کارآمد وبے کار انواع آپس میں ملے ہوئے ہوں تو ایک کو اپنے مکان ومصرف پر پہونچا دیا جاتا ہے۔ آپ میں سے اکثر سامعین گندم کی بوائی سے کاٹنے اور پھر صفائی تک کے عمل سے واقف ہیں کہ کاشتکار گندم کے کھیت میں بوائی کر کے سارے کھیت کی رکھوالی چار پانچ مہینے تک کرتا ہے اسی دوران بے شمار مشقتوں کا سامنا کر کے وقت مقررہ پر کٹوائی کے مرحلہ پر آ کر بھوسے کے علاوہ بیشمار ادنیٰ وکم قیمت گھاس وکانٹے بھی ساتھ کٹ جاتے ہیں جو کسی انسان کے کھانے کے استعمال بھی نہیں آتے۔ جس کے بعد کاشت کار اس سارے مجموعہ کو کسی کھلے میدان یعنی کھلیان وغیرہ میں لے جا کر جانوروں اور سائنسی آلات کے ذریعے روندنے کے عمل سے گزارتا ہے۔ تاکہ اعلیٰ وادنی اجزاء یعنی گندم اور کانٹے وبھوسہ الگ الگ ہو جائیں۔ ان دونوں کو مختلف طریقوں سے جدا کر کے ہر ایک کو اپنے اپنے ٹھکانے پہونچایا جاتا ہے۔ گندم قیمتی اناج ہونے کی وجہ سے پوری صفائی اور اہتمام سے انسان اپنے کھانے کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ اور بھوسہ بے قیمت وخسیس ہونے کی وجہ سے اسے حیوانات کے آگے بطور چارہ یا پھر جلانے کے کام آتا ہے۔

دنیا میں تو برے اور بھلے میں ہم امتیاز کرتے ہیں تو اس رب العالمین کا بارے میں کیسے یہ تصور کیا جائے کہ اس کے ہاں خیر وشر کی تمیز نہ ہوگی جب کہ اس نے خود اس غلط تصور کی نفی انتہائی شدت سے کی ہے ارشاد ہے کہ۔

ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کا المفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کا الفجار۔ ترجمہ: کیا اگر آخرت نہیں ہے تو ہم اللہ پر یقین کرنے والوں اور نیکوکاروں کو مفسدوں کے برابر رکھیں گے اور نیکوکاروں کے ساتھ بدکاروں کا سلوک کریں گے۔ ہرگز نہیں۔

فیصلے کا دن:

اسی خیر وشر کے درمیان تمیز اور جدائی کے لئے اللہ نے جو دن مقرر کیا ہے اور جس کا بیان رب العزت نے سورہ یسٰین کی آیت وامتازوا الیوم ایھا المجرمون (اے مجرمو نیکو کاروں سے الگ ہو جاؤ) میں صراحت سے بیان فرمایا ہے اسے یوم الجزاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس میں حزب اللہ کے ارکان اپنے ٹھکانے جنت او رحزب الشیطان کے افراد اپنے مسکن جہنم پہونچا دیئے جائیں گے۔

مسئلہ معاد پر عقلی دلیل:

ایک محقق بزرگ نے مسئلہ معاد یعنی ثبوت قیامت پر عقلی اعتبار سے دلائل پیش کرتے ہوئے ایک دلیل کے ضمن میں فرمایا کہ آخرت وقیامت کا خوف ہی انسانی زندگی کو برے اعمال وافعال ومنکرات سے بچانے والی چیز ہے اگر انسان اس فکر سے آزاد ہو جائے پھر اللہ کی اس دھرتی پر اسے کوئی خون ریزی' دوسروں کے حقوق غصب کرنے' گناہوں کیا رتکاب وغیرہ سے روکنے والا نہیں۔ یہی عقیدہ اور تصور ہو تو خلوت میں بھی اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے کیئے کی جزاء وسزاء کا خوف ہوگا اور جلوت میں بھی۔ رات کے اندھیروں' دن کے اجالوں اور بیابانوں میں جہاں کوئی بھی اسے دیکھنے والا نہ ہو گناہوں سے روکنے والی طاقت صرف اور صرف خوف خداوندی اور پختہ یقین کہ فمن یعمل مثقال ذرہ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرہ شرا یرہ۔

کہ ایک دن ہر عمل ایک خاص شکل میں دیکھنا ہے اور اس پر اسی کے مطابق نتیجہ وثمرہ مرتب ہونا ہے۔ تو گویا اس سارے عالم کو ظلم وجبر' استحصال واستبداد سے محفوظ رکھنے کا سب سے بڑا گر عقیدہ قیامت پر پختہ یقین ہے۔

عقیدہ آخرت کے برکات:

تاریخ انسانیت پر نظر دوڑائیں کہ جس قوم وملک اور ملت نے حقیقی معنوں میں اس عقیدہ کو اپنایا منکرات اور گناہوں کے ساتھ ساتھ' ظلم وستم' باہمی فساد' قتل وغارت جیسے جرائم سے محفوظ رہے۔ وہ پوری ملت امن وامان کا گہوارہ رہی اور جس خطہ کے لوگوں کا قیامت پر عقیدہ صرف زبانی اور نامکمل یا اس سے انحراف کیا ہے وہ قسم قسم کے گناہوں کے دلدل میں پھنسنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی بے راہ روی' بدامنی' بے حیائی اور قتل وغارت گری' لوٹ کھسوٹ جیسے جرائم میں مبتلا رہی ہیں۔

جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہر نبی رسول نے دین کے بنیادی عقائد وتعلیمات کے ساتھ مردوں کو دوبارہ زندگی اور قیامت کے عقیدہ پر بھی زور دیا اور قرآن نے تو پھر انتہائی تفصیل سے اجاگر کر کے مصدقالما معکم کی حیثیت سے گزشتہ آسمانی کتب جن میں قیامت کا تذکرہ تھا کی تصدیق کر دی۔ جیسے اور انبیاء کے ادوار میں منکرین قیامت اس عقیدہ کو سن کر نہ صرف انکار کرتے بلکہ اسے ناقابل فہم مشرکین عقیدہ بعث بعد الموت یعنی قیامت کا سن کر قسم

قسم کے اعتراضات وسوالات کرتے کبھی کہتے کہ من یحیی العظام وھی رمیم (کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا) جس کے جواب میں اللہ نے فرمایا: قل یحیھا الذی انشأ ھا اول مرۃ۔ ''ان کو بتلا دیجئے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار بنایا'' دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وھو اھون علیہ '' دوبارہ پیدا کرنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے''

کبھی کہتے ان ھی الاحیاتنا الدنیا نموت و نحیا وما نحن بمبعوثین۔ ''زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے جس میں جینا اور مرنا ہے اور ہم دوبارہ زندہ ہونے والے نہیں۔'' جبکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا و انکم الینا لاترجعون۔ '' کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور تم اعمال کے نتائج وثمرات پانے کے لئے قیامت میں ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے۔

بالکل اسی قسم کے خیالات اور عقائد فاسدہ اس دور میں ان برائے نام مسلمانوں کے بھی ہیں جو مادہ پرستی کی لپیٹ' خواہشاتِ نفس کی غلامی اور اہل یورپ کی تقلید میں اندھے ہو چکے ہیں۔ نام کے تو مسلمان مگر ان کے سامنے جب قیامت' عذاب قبر' موت کے بعد زندگی اور حساب وکتاب کے عقائد واعظ بیان کریں تو اسے ملّا کے توہمات اور فرضی تصورات سے تعبیر کر کے انکار کر جاتے ہیں جو کہ صریح کفر اور عقائد حقہ سے انحراف کے مترادف ہے۔

اس حدیث کے سلسلہ میں مزید معروضات اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ اگلے جمعہ کو ذکر کروں گا۔

احکم الحاکمین مجھے اور آپ کو روزِ قیامت پر کماحقہ ایمان لانے کی توفیق نصیب فرما کر اس سخت ترین روز کی صعوبتوں سے محفوظ فرماویں۔ آمین!

ملک کے نامور دانشور اور اسکالر
مولانا ڈاکٹر محمد دین صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں علمی دنیا کو ایک اور بڑے سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ پشاور کی مشہور علمی شخصیت مولانا ڈاکٹر محمد دین صاحب کا حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوا۔ مرحوم انتہائی ملنسار اور درویش صفت انسان تھے۔ آپ کئی علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف تھے اور تاج کتب خانہ کے نام سے پشاور میں ایک مشہور مکتبہ کھولا تھا۔ جس سے آپ اپنی کتابیں چھپوایا کرتے تھے۔ حال ہی میں تفسیر نبویؐ کے نام سے عربی تفسیر کی ایک جلد شائع کی تھی کہ پیک اجل آ پہنچا۔ اور یوں وہ تفسیر تشنہ تکمیل رہ گئی۔ ادارہ آپ کے خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔ .... (ادارہ)